URDU COURSE B

جماعت: دسویں　　　　مضمون: اُردو

ادب

ادب دراصل کسی قوم کے اجتماعی احساسات، جذبات اور اس کی زندگی اور جدوجہد کی داخلی تاریخ کا نام ہے۔ اِسے قوموں کی زندگی میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ادب ہی کی وجہ سے کسی ملک یا قوموں کے تہذیب وتمدن، اخلاق اور رسم ورواج کا پتا چلتا ہے۔ جو ان قوموں کی زندگی کی عکاسی کرتا ہے۔ عام الفاظ میں پڑھے لکھے لوگوں کی وہ تحریریں جو قوموں کی زندگی کی سماجی اور معاشرتی زندگی کی ترجمانی کرتا ہے۔ ادب کہلاتا ہے۔

اصناف ادب

موضوع کے لحاظ سے اُردو ادب میں ہمارے پاس دو قسم کا ادب موجود ہے۔

1۔ نثری ادب (نثر)

2۔ شاعری ادب (نظم)

نثر کی تعریف

نثر اصل میں ایک عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی بکھرنے یا چھڑکنے کے ہیں۔ لیکن ادبی اصطلاح میں کلام غیر موزوں یا غیر منظوم کو نثر کہتے ہیں۔ نثر میں نظم کی طرح الفاظ مختصر نہیں بلکہ منتشر ہوتے ہیں۔ نثری تحریر میں پھیلاؤ، بکھراؤ اور تفصیل ہوتی ہے۔ نثر میں الفاظ کو جملوں اور جملوں کو عبارتوں میں پروتے ہوئے موتیوں کی مانند سلسلے وار رقم کیا جاتا ہے۔ وہ تحریر جو منظوم نہ ہو بلکہ عام گفتگو کی طرح لکھی جائے، نثر کہلاتی ہے۔

معنی کے لحاظ سے نثر کی اصناف

سادہ نثر، سلیس نثر، مقفّٰی نثر، مسجع نثر، رنگین نثر

1۔ سادہ نثر

سادہ نثر اس نثر کو کہتے ہیں جس میں رعائت و مناسبت وغیرہ نہ ہوں بلکہ عام فہم اور آسان الفاظ کا استعمال کیا گیا ہو۔ مثلاً فورٹ ولیم کالج کے ادیب میر امن کی باغ و بہار کا یہ مختصر اقتباس دیکھئے: "بادشاہ کی عمر چالیس برس ہوگئی۔ ایک دن شیش محل میں نماز ادا کر کر وظیفہ پڑھ رہے تھے۔ یک بارگی آئینہ کی طرف جو خیال کرتے ہیں تو ایک سفید بال موچھوں میں نظر آیا کہ مانند تار مقیش کے چمک رہا ہے۔

1۔ سلیس نثر

لفظ و معنی دونوں اعتبار سے آسان نثر کو سلیس نثر کہتے ہیں۔ اس میں رعایات لفظی کا استعمال بھی نہیں ہوتا۔ خطوط غالب آسکی بہترین مثال ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو....

"پیر و مرشد! آپ کو میرے حال کی بھی کچھ خبر ہے، ضعف نہایت کو پہنچ گیا، بینائی میں فتور پڑا، حواس مختل ہوئے۔ جہاں تک ہو سکا احباب کی خدمت بجالایا، اوراق اشعار لیٹے لیٹے دیکھتا تھا اور اصلاح دیتا تھا، اب نہ آنکھ سے اچھی طرح سوجھے نہ ہاتھ سے اچھی طرح لکھا جائے۔"

2۔ مقفّٰی نثر

ایسی نثر جس میں وزن تو نہ ہو لیکن قافیے کا اہتمام کیا گیا ہو۔ کسی زمانے میں اس کا رواج تھا بلکہ ایسا جنون تھا کہ میر امن کی سادہ نثر کے مقابلے میں رجب علی سرور کی "فسانہ عجائب" نامی مکمل کتاب لکھ دی جو مقفّٰی نثر کی بہترین مثال ہے۔ نمونہ عبارت ملاحظہ ہو از "فسانہ عجائب"

ملکہ اور جان عالم کی گفتگو........

ملکہ: خوب یک نہ شد دو شد (مطلب ایک مصیبت سے ابھی چھٹکارا نہیں ملا، دوسری مصیبت دروازہ کھٹکھٹانے لگی)

صاحب! چونچ سنبھالو، ایسا کلمہ منہ سے نہ نکالو۔

کیا میرے دمن مردار خور ہیں، آپ بڑے منہ زور ہیں۔

جان عالم: چہ خوش، آپ در پردہ بتاتی ہیں
بگڑ کر طنز سے یہ سناتی ہیں

4۔ مسجع نثر

ایسی نثر جس کے دونوں جملوں کے تمام الفاظ ایک دوسرے کے ہم وزن ہوں اور آخر کے الفاظ بھی ہم قافیہ ہوں اور کبھی ردیف کا بھی استعمال ہو۔ نمونہ عبارت ملاحظہ ہو..... از دریائے لطافت، سید انشاء۔

"پونڈا اپھیکا اتنا برا کہ جس کی برائی بیان سے باہر ہے، پونڈا میٹھا ایسا بھلا کہ اس کی بھلائی گمان سے بڑھ کر ہے"۔

اس عبارت میں دو جملے ہیں۔ پہلے جملے میں "پونڈا اپھیکا اتنا برا" اور دوسرے جملے میں "پونڈا میٹھا ایسا بھلا" ہم وزن ہیں۔ جبکہ "جس کی برائی بیان سے باہر" اور اسکی بھلائی گمان سے بڑھ کر" ہم وزن ہیں۔ برائی، بھلائی، بیان، گمان، باہر بڑھ کر ہم قافیہ الفاظ ہیں۔

5۔ رنگین نثر

ایسی نثر جو جس میں صنائع لفظی اور معنوی سے کام لیا گیا ہو۔ نمونہ ملاحظہ ہو......

"بندہ حرارت قلب کے عارضے سے حیران و ششدر رہتا ہی تھا، اب ضعف ودماغ کی بیماری نے اور بھی عاجز اور زچ کر دیا ہے۔ ہر دم یہی سوش اور منصوبہ آتا تھا کہ کدھر جاؤں اور کون ایسی چال چلوں کہ یہ عارضہ بڑھنے نہ پائے۔ بارے ان دنوں حکیم شاہ رخ کی تعریف بہت سنی تھی کہ ان کے نزدیک بادشاہ اور وزیر اور فقیر مسکین اور امیر فیل برابر ہیں۔ مریضوں کی خبر گیری کے واسطے بارہ دری میں شطرنجی بچھائے بیٹھے رہتے ہیں۔"

اس عبارت میں بہت سارے الفاظ شطرنج کے مناسبات سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً قلب، زچ، منصوبہ، کدھر جاؤں، چال چلوں، بڑھنے نہ پائے، بادشاہ، وزیر، امیر، فیل نشین وغیرہ۔ یہ صنائع بدائع کا استعمال ہی اسے خوبصورت اور رنگین بناتا ہے۔

ہیئت کے لحاظ سے نثر کی قسمیں

افسانوی نثر: داستان، ناول، افسانہ، ڈرامہ

غیر افسانوی نثر: مضمون، انشائیہ، مکتوب، سوانح، خود نوشت سوانح، دیباچہ
آپ بیتی، خاکہ، رپوتاژ، طنز و مزاح، تنقید، تحقیق، سفر نامہ، تاریخی، تذکرہ وغیرہ۔

نظم

ہر کلام موزون اور منظوم کو کہتے نظم ہیں۔ لیکن ادبی اصطلاح میں نظم سے مراد وہ شعری اصناف اور اسالیب ہیں جن میں کسی موضوع پر ربط و تسلسل کے ساتھ اظہار خیال کیا گیا ہو۔ اس اعتبار سے غزل کے علاوہ شاعری کی بیشتر اصناف مثلاً قصیدہ، مثنوی، رباعی وغیرہ اس کے دائرے میں آجاتے ہیں۔ دورِ قدیم میں نظم کے کچھ خاص اسالیب کا رواج رہا ہے مثال کے طور پر مسدس، مخمس، ترجیع بند وغیرہ۔ ان قدیم اصناف اور اسالیب نظم کے فنی آداب اور اصول اتنے سخت تھے کہ ان میں کسی شاعر کو اصلاح و ترمیم کی جرات نہیں ہوتی تھی اور بالعموم وہ ان کی روایات اور ضابطوں کے پابند رہ کر ہی طبع آزمائی کرتے تھے۔ لیکن جب زندگی اور زمانے نے کروٹ بدلی، ملک میں نئے حالات اور مسائل پیدا ہوئے، سیاسی، سماجی، تعلیمی اور تہذیبی میدان میں نئی تبدیلیاں رونما ہوئیں اور نئے خیالات عام ہوئے تو اُردو نظم کے روایتی اسالیب میں بھی تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور اس طرح نظم جدید کا آغاز ہوا تقریباً گزشتہ سو سال کا زمانہ نظم جدید کا زمانہ کہا جاسکتا ہے۔

بہترین الفاظ کا بہترین استعمال نظم کہلاتا ہے۔

بہترین الفاظ کی بہترین ترتیب کو بھی نظم کہتے ہیں۔

اصناف نظم

اصناف سخن موضوع کے اعتبار سے

حمد، مناجات، نعت، منقبت، غزل، قصیدہ، شہر آشوب، واسوخت، ریختی، پیروڑی، ہجو۔

اصناف سخن ہئیت کے اعتبار سے

مثنوی، رباعی، قطعہ، ترکیب بند، ترجیع بند، نظم، آزاد نظم، سانیٹ، ترائیلے۔